ڈاکٹر لطیف سید سیفؔ (شکاگو)

جو روشنی تھی، ساتھ گئی آفتاب کے

کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ جن کے اس دنیا میں رہنے یا اس دنیا سے چلے جانے پر سوائے ان کے گھر والوں کے کسی پر کوئی خاص اثر نہیں پڑتا لیکن کچھ شخصیتیں ایسی بھی ہوتی ہیں کہ جن سے لوگ ان کی حیات میں اُن سے مسلسل فیض حاصل کرتے رہتے ہیں اور جب وہ اس دنیا سے چلے جاتے ہیں تو اس کا اثر نہ صرف ان کے گھر والوں پر پڑتا ہے بلکہ اُن کی پوری قوم پر اور اسکے علاوہ پوری اُمت پر اس کا اثر پڑتا ہے۔ یہ اثر ایک داغِ مفارقت کے طور پر ہمیشہ ان کے عقیدت مندوں کو ایک اضطراب کی کیفیت میں مبتلا کیئے ہوئے ہوتا ہے کیونکہ ان شخصیات کا آسانی سے نعم البدل ایک عرصۂ دراز تک نہیں ملتا۔ عالمِ اسلام کی ایسی ہی شخصیتوں کے لیئے ایک حدیث میں کہا گیا ہے کہ "موت العالم، موتُ العالَم"۔

مرشدی و مولائی اسعد العلماءؒ حضرت مولانا ابوسعید سید محمود صاحب قبلہؒ (عرف مرشِد میاں صاحب) کو ہم بلاشبہ ایسی ہی شخصیات میں دیکھتے ہیں کہ جن کے چلے جانے سے آج قومِ مہدویہ ایک جمود کی کیفیت سے دوچار ہے۔ ۲۸ ستمبر ۱۹۸۲ء (۱۰ ذالحجہ ۱۴۰۴ھ) عرفہ اور بقرعید کی وہ درمیانی متبرک رات جس میں اس عظیم ہستی نے داعیٔ اجل کو لبیک کہا اور جیسے آفتاب کے غروب ہوتے ہی دھوپ اور روشنی بھی بہت دیر تک اپنا اثر نہیں چھوڑتی اسی طرح حضرت مرشِد میاں صاحبؒ کے گذر جانے کے ساتھ ہماری قوم کی روحانی، ایمانی، اور علمی جہد پر پہلے شام کے بادل نمودار ہوئے اور پھر اندھیرا بڑھتا گیا کیوں کہ آج کا دور قحط الرجال کا دور ہے۔ اب روشنی کا دعویٰ کرنے والے بہت ہیں لیکن عملی طور پر روشنی کا انتظام کرنے والے اگر نایاب نہیں تو بہت کم یاب ہوگئے ہیں۔

دعویٰ تو ہے کہ رہ میں اُجالا کریں گے ہم
ہاتھوں میں جو چراغ ہے جل بھی نہیں رہا

حضرت مرشِد میاں صاحب علیہ رحمہ کی خدمات کا احاطہ اس مضمون میں مشکل ہے اس لیئے چند اہم باتوں کو قارئین تک پہنچانے کی کوشش کروں گا۔ آپ نے دین وعقیدہ کی پاسبانی کے لیئے اپنے آپ کو وقف کردیا تھا۔ آپ نے ایک مجاہدانہ زندگی گذاری اور ہمیشہ کسی کی جانب سے (چاہے اندرونی یا بیرونی) ہمارے عقائد یا ہمارے اُصولوں پر ہونے والے کسی بھی حملے کا عالمانہ انداز میں دفع کیا۔ قومی خدمت کے جذبہ کا یہ عالم تھا کہ آپ دِل کے عارضہ میں مبتلا رہنے کے باوجود کبھی صحت کو بہانا بنا کر اپنی کسی بھی ذمہ داری کو پسِ پشت نہیں ڈالا۔ دین کی تفہیم کا کام نہ صرف تقاریر کے ذریعہ کیا بلکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو وہ تحریری صلاحیت عطا فرمائی تھی کہ پڑھنے والے آج تک آپ کے اصلاحی مضامین کو اپنے دل و دماغ پر اثر کرتا ہوا پاتے ہیں۔ محترم قادر خان صاحب مرحوم، صدر مرکزی انجمنِ مہدویہ کی کوشش سے ایک پروگرام مرکزی انجمنِ مہدویہ میں شروع کیا گیا تھا جس میں ہر ماہ حضرت مرشِد میاں صاحبؒ کی پہلے سے اعلان

کردہ عنوان پر تقریر ہوتی اور پھر سامعین کو سوالات کرنے کا موقع دیا جاتا تھا۔ یہ پروگرام بڑی کامیابی کے ساتھ کئی عرصہ جاری رہا۔

مدرسۂ سجادگان کا قیام: حضرت مرشِد میاں صاحبؒ کا یہ ایسا مایہ ناز و منفرد کام تھا جس کی مثال ملنی مشکل ہے۔ جو بچے آگے چل کر رشد و ہدایت کے منصب پر فائض ہونے والے تھے ان کی ذہنی، علمی، اور عملی تربیت کا پورا انتظام کیا گیا تھا۔ کئی جلیل القدر مرشدین اکرام اس مدرسہ کے فارغ التحصیل ہیں۔ آج ایسے اِدارے کی جتنی ضرورت ہے اتنی شائد پہلے کبھی نہیں تھی۔ یہاں پر تعلیم کے ساتھ ساتھ تقریر و تحریر اور نشست و برخاست کی تربیت بھی دی جاتی تھی۔ آج جبکہ دائرے معدوم ہو گئے ہیں اور صحبت و سند کا وہ تسلسل قائم نہیں ہے تو ایسے میں اس قسم کا ادارہ مستقبل کے قومی معماروں کی تعمیر میں نمایاں کردار ادا کر سکتا ہے۔

نقلیات مع ترجمہ و توضیحات کی اشاعت: جہاں تک علمی کارناموں کا تعلق ہے آپکا سب سے اہم کام نقلیات حضرت بندگی میاں عبدالرشیدؒ مع ترجمہ و توضیحات کی تالیف ہے۔ اس کتاب کی خصوصیت یہ ہے کہ یہ کام تحقیق کے معیاری وصول و ضوابط کو اپناتے ہوئے کیا گیا ہے۔ اُصول جو اپنائے گئے اس میں سب سے اہم بات یہ تھی کہ جتنے قلمی نسخے جس کسی کے پاس تھے وہ حاصل کئے گئے اور جو نقل اس کتاب میں نقل کی گئی، حاشیہ میں وہ کس نسخہ سے لیا، کتنے نسخوں میں وہ نقل، کن الفاظ کے فرق کے ساتھ موجود ہے وغیرہ وغیرہ تمام ضروری باتوں کا ذکر کر دیا گیا۔ نیز یہ کہ وہ تمام نسخے جو کہ فارسی زبان میں ہیں اُن کا آسان اُردو میں ترجمہ کیا گیا۔

اس کتاب کی تیاری کے دوران جو تصرف بزرگانِ دین سے اُن کو حاصل تھا اِس کا صرف ایک واقعہ یہاں ذکر کر دینا ضروری سمجھتا ہوں۔ حضرت مرشِد میاں صاحب قبلہؒ ایک مرتبہ اپنے بھائی کے پاس ناگپور جا رہے تھے، اس کتاب کا کام اسی دوران چل رہا تھا۔ اس کتاب کا ایک نسخہ وہ اپنے مطالعہ کے لیئے اپنے ساتھ لے جا رہے تھے۔ جب اسٹیشن آیا تو وہ کتاب کا نسخہ بھول کر ریل گاڑی سے اُتر گئے۔ حضرت مرشِد میاں صاحبؒ کو حضرت سیدنا شاہ یعقوب حسنِ ولایتؒ سے بہت عقیدت و محبت تھی اور آپ نے حضرت شاہ یعقوبؒ کے وسیلہ سے بارگاہِ رب العزت میں نسخہ کی نکاسی کے لیئے دعا کی اور اللہ کی مدد اس طرح شاملِ حال رہی کہ جب اُسی ریلوے اسٹیشن پر دوسرے دِن واپس آئے تو اسٹیشن ماسٹر نے خوشخبری دی کہ کتاب مل گئی ہے۔ کتاب پیکنگ کی ہوئی تھی اور اورنگ آباد اِسٹیشن ریلوے پولیس کی مہر لاک سے لگائی ہوئی تھی۔

ایسا ہی حضرت مرشِد میاں صاحبؒ کے جانشین کے بارے میں بھی اُن کو اپنے والدِ ماجد حضرت سید عبدالحی حافظ میاں صاحب اولؒ کا جو تصرف رہا اس کا ذکر کر دینا مناسب سمجھتا ہوں۔ حضرت مرشِد میاں صاحبؒ کے پاس تیسرے فرزند کی ولادت سے کچھ پہلے اِن کی اہلیہ (حضرت مرشِدنی صاحبہ) کے خواب میں حضرت مرشِد میاں صاحبؒ کے والد حضرت حافظ میاں صاحب اولؒ تشریف لائے

اور ایک پگڑی اور رومال اپنی بہو کو دیا اور مبارک کہتے ہوئے یہ بشارت دی کہ آنے والا لڑکا جانشین ہوگا۔ صبح جب انہوں نے حضرت مرشد میاں صاحبؒ سے اس خواب کا ذکر کیا تو حضرت مرشد میاں صاحبؒ نے فرمایا کہ یہ بشارت ہے آپ کے لیئے کہ اب جو ولادت ہونے والی ہے وہ لڑکا ہے اور اُس کا نام سید عبدالحی رکھنا ہے اسی کو میرا جانشین بنانا ہے اور ویسا ہی ہوا آپ نے جیسا کہا تھا یعنی لڑکا تولد ہوا اور اسی بنیاد پر آپ نے اس لڑکے کا نام سید عبدالحی حافظ میاں رکھا اور بچپن میں ترکِ دنیا کروادی اور جانشینِ دائرہ ہونے کا باضابطہ اعلان فرمایا۔ آگے چل کر جو مقام آپ کے فرزند حضرت سید عبدالحی حافظ میاں ثانیؒ نے حاصل کیا ولایت میں اُس سے بہت کم ہی لوگ واقف ہیں۔ آپ تقریباً چالیس سال اپنے والدِ ماجد حضرت مرشد میاں صاحبؒ کے ساتھ قدم بہ قدم دینی معاملات میں شریک رہے۔ افسوس کہ آپ کے یہ خاص فرزند، خلفِ حقیقی وجانشین اپنے والد کے وصال کے چند سال بعد اس دارِفانی سے کوچ کر گئے۔ یہ ہی موجودہ مرشد حضرت سید محمد سرفراز مہدی صاحب قبلہ کے والد ہیں۔

جہاں تک نقلیات کی اس کتاب کا تعلق ہے آج یہ کتاب نایاب ہوگئی ہے اور کئی گھرانوں میں صرف زیراکس کاپیاں ہی موجود ہیں ۔گوکہ ویب سائٹ پر اب انگریزی ترجمہ (جو کہ حضرت سید ضیااللہ صاحب یداللہی نے کیا تھا) کے ساتھ موجود ہے لیکن یہ ویب سائٹس کتاب کا بدل نہیں ہوسکتے۔ ایسی قومی کتابوں کو قومی اثاثہ سمجھنا چاہیئے اور جلد سے جلد اس کی اشاعت عمل میں لانی چاہیئے۔ حضرت مرشد میاں صاحبؒ کی خواہش تھی کہ ایک ایسا ادارہ قائم ہو جو دینی کتب کی اشاعت کے لیئے وقف ہو جائے۔ آج بھی بعض قومی ادارے اس کام کو ذمہ داری سے انجام دینے کے لیئے تیار ہیں۔ حضرت سید عبدالحی حافظ میاں صاحب ثانیؒ، جو آپ کے خلف وجانشین تھے انہوں نے اس خواہش کا احترام کرتے ہوئے کتابوں کی اشاعت کے لیئے "دائرۃ البصائر" کے نام سے ایک ادارہ قائم کیا تھا جس میں اُن کے بڑے بھائی سعید العلماٗ حضرت ابوالفتح سید نصرت صاحب قبلہ کا بھی اشتراک تھا اور اِس ادارے سے حضرت سید عبدالحی حافظ میاں ثانیؒ کے مضامین کا ایک مجموعہ شائع بھی ہوا تھا۔ جیسا کہ پہلے بتایا جاچکا ہے کہ وہ اپنے والد کے بعد جلد ہی اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملے اس لیئے اُن کے بعد یہ کام رُک گیا اور جہاں تک میری معلومات ہیں دائرۃ البصائر سے کوئی اور اشاعت عمل میں نہیں آئی بلکہ حضرت مرشد میاں صاحبؒ کی کچھ کتابیں دوسرے اداروں سے شائع ہوی ہیں جس میں مغیبات، عمل بہ اخلاص، صلاح واصلاح وغیرہ جو بارِ دوم ہی ہیں۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ حضرت مرشد میاں صاحبؒ کی خواہش کا کون احترام کرتا ہے اور کون دائرۃ البصائر میں نئی جان پھونکتا ہے۔

اسی طرح حضرت قبلہؒ کی ایک اور خواہش تھی جو پوری نہ ہوسکی۔ وہ "ثبوتِ مہدیؑ قرآن کی روشنی میں" جیسے اہم موضوع پر کام کر رہے تھے لیکن صحت کی ناسازی کی وجہ سے یہ کام پورا نہ ہوسکا۔ اسکے علاوہ آپ کی اور بھی بہت تصانیف ہیں جو کتابی شکل میں یا مضامین کی شکل میں موجود ہیں اور جنہیں یکجا کرنا چاہیئے۔

مجلسِ علماٗ مہدویہ ہند: کسی بھی قوم کی ترقی کے لیئے یہ ضروری ہے کہ اسکے قومی ادارے مضبوط اور فعال ہوں۔ ان اداروں کے ذمہ داران شخصیات سے زیادہ اداروں کو اہمیت دیں اور ان کی بقا کے لیئے کام کریں حضرت مرشد میاں صاحبؒ اس ادارے کے

بانیوں میں سے تھے۔جس زمانے میں ہم نے اس ادارے کو دیکھا ہے اسوقت افضل العلماً حضرت سید نجم الدین صاحب قبلہؒ اس ادارے کے صدر تھے اور اسعد العلماً حضرت ابوسعید سید محمود صاحب قبلہؒ اس کے معتمدِ عمومی کے فرائض انجام دے رہے تھے۔قومی افراد کو ایک اطمینان تھا کہ اس ادارے کے دونوں سربراہ اپنے وقت کے مایہ ناز علمائے دین ہیں اور قوم وہ عقیدہ پر اٹھنے والی کسی بھی مخالفت کا بھرپور جواب دے سکتے ہیں۔حضرت مرشِد میاں صاحب عارضۂ قلب میں مبتلا ہونے کے باوجود وہ قطبی گوڑہ سے چنچلگوڑہ پیادہ پا تشریف لاتے۔راستے میں کبھی سینے میں تکلیف ہوتی تو کسی دیوار کو پشت لگا کر ٹہر جاتے تھے لیکن اپنے فرائضِ منصبی کو پوری طرح نبھاتے۔آج قوم میں کئی لوگوں کو معلوم بھی نہیں کہ ایسا کوئی ادارہ ہماری قوم میں موجود تھا یا ہے۔ اگر حضرت نجم الدین صاحبؒ اور حضرت مرشِد میاں صاحبؒ کے زمانے میں مہدویوں پر کفر کے فتوے دیئے گئے ہوتے تو مجلسِ علمائے مہدویہ ہند فتوں کا جواب ایک قومی ادارے کی جانب سے دیتی لیکن افسوس کہ یہ فتوے ایسے وقت آئے جب قومی سطح پر ایسا کوئی ادارہ یا تو موجود نہیں تھا یا تھا تو خوابِ غفلت میں پڑا ہوا تھا۔پھر بھی دو تین علماً نے ذاتی طور پر ان کا جواب دیا اور قوم کو اس مشکل سے نکالا۔آج کئی ایسے مسائل ہیں جس پر گفتگو اور اہم فیصلوں کی ضرورت ہے لیکن آج کوئی ایسا ادارہ موجود ہی نہیں ہے کہ جس کی جانب رہبری کے لیئے دیکھا جاسکے۔ ایسے میں حضرت مرشِد میاں صاحبؒ کی فعال قیادت کی شدت سے یاد آتی ہے اور اس کی کمی بھی شدت سے محسوس کی جاسکتی ہے۔

مسلم پرسنل لا کنونشن: حضرت مرشِد میاں صاحب کا اہم کارنامہ مسلم پرسنل لا کنونشن میں مہدویوں کی نمائندگی کرنا تھا۔یہ کنونشن ۲۷ اور ۲۸ ڈسمبر ۱۹۷۲ء کو بمبئ میں منعقد ہوا تھا جس میں تقریباً چھ سو مندوبین نے شرکت کی تھی۔ ایک عاشقِ رسول ومہدی نے اس کنونشن میں نہ صرف شرکت کی بلکہ اپنی تاریخی تقریر میں ایسی تجاویز پیش کیں کہ جنہیں ملک کے دوسرے جرائد میں بھی شائع کیا گیا۔اپنی شخصیت اور گفتگو سے انہوں نے ہر لحظہ ایک مہدوی کی حیثیت سے اس کانوکیشن میں شرکت کی۔

حضرت مرشِد میاں صاحبؒ کی شخصیت، علمی کارناموں، اور خدمات پر بہت کچھ لکھا جاسکتا ہے لیکن طوالت کے خوف سے اسے مختصر کرنے کی کوشش کر رہا ہوں:

ابتدا کی ترے قصیدہ کی
اب یہ مشکل کروں کہاں سے گریز

اس عظیم مرشِدِ کامل، اور عالمِ باعمل شخصیت کے اوصافِ حمیدہ بیان کرنا آسان نہیں۔حضرت مرشِد میاں صاحبؒ کو عالمِ باعمل لکھتے وقت مجھے اس ذمہ داری کا پورا پورا احساس ہے کہ میں یہ لفظ کسی مبالغہ آرائی کے طور پر نہیں استعمال کر رہا ہوں جس کا یہ بھی ایک ثبوت ہے کہ آپؒ کے وصال کے بعد نورِ ولایت کا ایک "اسعد العلماً" نمبر شائع ہوا تھا جس میں حضرت سید یعقوب روشن یداللّٰہی صاحب مرحوم

کا ایک مضمون ہے جس کے چند سطور ذیل میں درج ہیں:

"اِن ساری باتوں کے علاوہ جو امتیازی وصف حضرتؒ کی ذات میں تھا وہ آپ کی قناعت تھی۔ کبھی کتنی ہی مشکل پیش ہو" توکلً سے قدم نہ ڈگمگایا اور نہ کسی صورت میں سوال ظاہر کیا۔ فرائضِ ولایت کی تعلیم دیتے وقت بھی عشر کا ذکر سرسری کرتے یا انجان ہو جاتے تاکہ کوئی یہ نہ سمجھے کہ در پردہ کوئی سوال پوشیدہ ہے۔ غرض ایک ایک بات میں شریعت اور طریقت کا حسین امتزاج نظر آتا تھا۔ کہاں تک بتائیں اور کیا کیا بتائیں۔" اسی رسالہ میں حضرت باقر منظور صاحب مرحوم حضرت مرشِد میاں صاحبؒ کے بارے میں یوں رقمطراز ہیں:

قول و عمل کی بولتی تصویر چھپ گئی
لفظیں دعا کی رہ گئیں تاثیر چھُپ گئی
معجز بیاں کی خوبئ تقریر چھُپ گئی
اس آفتابِ علم کی تنویر چھُپ گئی
تاریک ہوگئی ہے بہت کائناتِ علم
ہم کو کہاں ملیں گے رموز و نکاتِ علم

ہمارے خاندان کے حضرت مرشِد میاں صاحبؒ کے خاندان سے پیری مریدی کے علاوہ بہت قریبی رشتہ داری بھی رہی ہے۔ اس ناچیز کو یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ وہ حضرت مرشِد میاں صاحبؒ سے تربیت ہوا ہے۔

آفتاب کی اپنی روشنی ہوتی ہے اور جب آفتاب غروب ہو جاتا ہے تو بھی اپنی روشنی ماہتاب کے ذریعہ سے خطۂ ارض پر بکھیرتا رہتا ہے۔ ماہتاب کی اپنی ایک صلاحیت ہوتی ہے کہ وہ انعکاس کی طاقت رکھتا ہے۔ یہی انعکاسی طاقت ماہتاب کو منور بھی کرتی ہے اور آگے روشنی پھیلا دیتی ہے۔ امامنا مہدئ موعود علیہ السلام آفتابِ ولایت ہیں اور آپ کے خلفاءٔ واصحاب نیز سلسلۂ مرشِدین کی انعکاسی صلاحیت کی وجہ سے فیضِ ولایت آگے نسلوں تک پہنچتا ہے لیکن وہاں وہاں یہ عمل مفقود ہو جاتا ہے جہاں انعکاسی صلاحیت کسی مقام پر مفقود ہو جاتی ہے۔

سب کچھ ہے آسماں پہ بجز ماہتاب کے
جو روشنی تھی، ساتھ گئی آفتاب کے

حضرت مرشِد میاں صاحب کے وصال کو تقریباً چھتیس سال کا عرصہ گذر گیا۔ ان کے تمام علمی کام کو یکجہ کرنا بے حد ضروری۔ ورنہ اس غفلت کو وقت کبھی معاف نہیں کریگا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ پروردگار اپنے فضل و کرم سے اور خاتمین علیہم السلام کے صدقہ سے حضرت مرشِد میاں صاحبؒ کے فیض سے اُن کے معتقدین کو ہمیشہ بہرور فرمائے۔ آمین یارب العالمین